رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

جلد ۲ | مورخہ ۸۔ دسمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۹ محرم الحرام ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۷۵

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر خلیفۃ وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت درس تدریس اور دیگر اشغال میں مشغول ہیں ۞

شیخ نور الدین صاحب تاجر۔ چودھری بدر بخش صاحب اور فلاں صاحب اردگرد کے گاؤں میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔ مضافات کی تبلیغ خدا کے فضل سے مفید ثابت ہو رہی ہے ۞

مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔

محمد شفیع صاحب مدرس مدرسہ سرہند۔ مرزا رحیم بیگ صاحب دہرم سالہ۔ عبداللہ صاحب سرینگر۔ منشی اکبر علی صاحب بٹالہ۔ محمد حسین صاحب بٹالہ۔ عزیز الدین صاحب میانی پٹھانان۔ منشی علی گوہر صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر ڈیرہ غازیخان۔ نظام الدین صاحب سلا ضلع فیروزپور۔ نور الدین و امداد اصحاب گٹھالیان ۞

تازہ خبریں

پسپائی۔ لنڈن ۴۔ دسمبر۔ پیرس کی خبر ہے کہ جرمنوں کے حملے پسپا ہوئے۔ ہم نے ایسن اور ووگس میں بعض مقامات پر قابض ہوئے۔ اس کے بعد کی اطلاع ہے کہ پیرس اور روسرس کے درمیان جو ریلوے ہے اسپر گولہ باری ہوئی۔ اور اس سڑک پر بھی گولہ باری ہوئی جو بیلر سے پسنڈل کو جاتی ہے۔ وہاں جرمنوں نے بعض مقامات حاصل کرنے کے لئے ناکام کوششیں کیں۔ دریائے سوم سے ارگوں تک سکون رہا۔ ارگون میں جرمن پیادہ فوج کے حملے پسپا ہوئے۔ دوور اور لورائن پر بھی گولہ باری ہوئی ۞

پیرس کی لڑائی۔ الہ آباد۔ پاینیر کا تار لنڈن ۲۔ دسمبر کا منظر ہے کہ سرجان فرنچ نے سکھوں اور گورکھوں کے کارہائے نمایاں کی بابت لکھا ہے یہ بھی بات سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ سب پلٹنیں اپنی فرائض کے بجالانے میں برابر ناموری حاصل کر رہی ہیں کسی دوسری ڈاک میں ان کا ذکر ہوگا ۞

جو بیان لارڈ کچنر کی طرف نیو یورک میں ملاقات کے متعلق شائع ہوا ہے منسوب کیا جاتا ہے اسکی بابت سرکاری طور پر انکار کا اعلان ہوا ہے۔

جزیرہ سینا۔ لنڈن ۴۔ دسمبر۔ قاہرہ۔ برٹش طیارے جزیرۂ سینائی پر برابر گشت لگا رہے ہیں۔ لیکن دشمن کا کوئی نشان نہیں ملا۔ قاطیہ اور برلنس میں جو دشمن کے کیمپ تھے تباہ کر دئے ہیں اور دشمن مشرق کی طرف پیچھے ہٹ گیا ہے ۞

برٹش فوجی حکام نے پورٹ سعید کے مشرق میں صحرا میں سمندر کے بند کو توڑ کر پانی ہی پانی کر دیا ہے۔ اور اس سے پورٹ سعید محفوظ ہو گیا ہے ۞

تسخیر۔ روسیوں نے کار پیتھین سے پرے بارتفلڈ تسخیر کر لیا ہے ۞

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا
(کتبہ محمد حسین)

جنگ یوروپ

فرانس کے پریزیڈنٹ نے حضور قیصر ہند ملک معظم سے برٹش ہیڈ کوارٹر میں ملاقات کی۔ فرانس کا پریمیر اور جنرل جافر بھی ساتھ ہی تھے۔

لمبی اور خوشگوار گفتگو کے بعد ملک معظم اور پریذیڈنٹ برٹش فرنٹ پر تشریف لے گئے۔

روسی سرکاری اطلاع ہے۔ کہ لُوڈز کے شمال میں روسیوں کو جارحانہ نقل وحرکت میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

لوڈز کے جنوب میں کالسز سے جرمن بھاری کمک پہنچنے کی وجہ سے سکے نزدیک بڑی بھاری لڑائی ہوئی جنوب کی طرف روسی لسنز کو پھر قابض ہو گئے۔ اور پرشین گارڈ کے دستہ کو بُری طرح پسپا ہونا پڑا۔

روسی کراکو کی طرف دباؤ ڈال رہے ہیں۔ انہوں نے جنوب مشرق کو آٹھ میل پر دسگا تسخیر کر لیا ہے۔

جرمن جارحانہ انداز۔ پیٹرو گراڈ سرکاری بیان ہے لورگ کے علاقہ میں لڑائی جاری ہے۔ جرمن فوج جو بھاری تعداد میں جنوبی اور مغربی منطقہ سے آئی ہے۔ اس نے لسنز ک اور فرزرو کے علاقوں اور بورڈو کے جنوب مغرب کی طرف جارحانہ نقل وحرکت کی۔

الہ آباد۔ پائونیر کا لنڈن سے ۴ دسمبر کا تار مظہر ہے کہ ایم ٹیکو جونسکو کا لنڈن میں اپنے دوست کی طرف تار ہے مجھے کو پورا یقین ہے۔ کہ رومانیہ اتحاد ثلاثہ کے ساتھ شامل ہوگا۔

گرفتاری۔ لنڈن ۲۔ دسمبر۔ باغی جنرل ڈیوٹ گرفتار ہو گیا۔

۱۲۔ نومبر کو ڈیوٹ چار رفقاء کے ساتھ ٹرنسوال کے ساتھ بھاگ گیا۔

مصری تجارت پنبہ۔ گورنمنٹ مصر ۷۔ دسمبر کو بلا کاٹ تجارت کے لئے ایکسچینج کا افتتاح کریگی۔

جنگ انقطاعی و مقابلہ استقامت۔ پیرس ۲۔ دسمبر یوم گذشتہ قابل ذکر واقعہ صرف میمنہ کی طرف گذرا۔ موسل کے دائیں کنارہ پر ہم نے مقامات مسل اور ڈکون پر قبضہ کر لیا واسجس میں ہماری سپاہ اس چوٹی پر قابض ہو گئی ہے۔ جس سے جرمن دیدبانی کا کام لیا کرتے تھے۔ اور بجانب جنوب موضع بان ہوم پر قبضہ کر لیا۔ جو کرارمے کے ناکہ پر ہے ایسی میں سٹیشن برن ہاپ پر ہم قابض ہوئے۔ اور اب مقامات اسپاش اور برن ہاپ کے خط پر اپنے پاؤں جما رہے ہیں۔

مشہور ہواباز موسیو پدرپی میدان جنگ میں کام آیا۔ (لنڈن ۳ دسمبر)

ہندوستانی فوج کے جو آدمی اسیر ہو جائیں۔ ان کی تنخواہ بدستور دیا آمد اور ان کے عیال کو برابر خرچ بھیجا جاتا رہے گا۔ تاوقتیکہ عدالت تفتیش میں یہ ثابت نہ ہو جائے۔ کہ شخص مذکور محض اپنی غفلت یا کوتاہی کی وجہ سے اسیر ہوا تھا۔

جرمنی۔ آسٹریا۔ ٹرکی اور ان کی نو آبادیات و مقبوضات کو کوئی خط وغیرہ ڈاک کے ذریعہ ہندوستان سے نہیں جا سکتا۔

ایک امریکن اخبار نویس کی لارڈ کچنر سے گفتگو۔ لارڈ کچنر نے کہا۔ کہ جنگ تین سال سے زیادہ عرصہ تک نہیں رہیگی صرف اسوقت اس جنگ کا خاتمہ ہوگا جب جرمنی کو کامل شکست مل جاویگی۔

ہندوستان کی خبریں

ڈائرکٹر جنرل تار و ڈاک کا اعلان۔ بوجہ جنگ ہندوستان و جرمنی و آسٹریا۔ و جرمن و آسٹرین مقبوضات یا بیرونی ایجنسیوں سے ڈاک کی تمام خط و کتابت ملتوی کی گئی ہے۔ ایک اور اعلان ۴۔ نومبر کو کیا گیا ہے۔ جنمیں ہندوستان اور ٹرکی کے مابین ڈاک کے جہازوں کی آمدورفت کے التواء کی اطلاع دی گئی ہے۔ ہندوستان سے ان ممالک کو کوئی شئے بذریعہ ڈاک نہ بھیجی جا سکیگی۔

کماگاٹا مارو کی کمیشن تحقیقات۔ (کلکتہ ۵ دسمبر) کماگاٹا مارو کے مسافران کے ہنگامہ کی تحقیقات کی غرض سے جو کمیشن قائم کی گئی تھی۔ اس کا آخری اجلاس کل پنجشنبہ کو کلکتہ میں ہوا۔ ممبران کمیشن نے رپورٹ پر دستخط کر دیئے۔ جو گورنمنٹ ہند کو بھیجی جائے گی۔

پنجاب میں روئی۔ ستمبر سے وسط نومبر تک موصول شدہ گٹھوں کی تعداد ۱۹۶۸ تھی۔

کلکتہ کے قلعہ فورٹ ولیم کا ایک توپچی باسلم اس الزام میں تین ماہ قید سخت کا سزایاب ہوا ہے۔ کہ ایک ایک سو ین مالیت کے ۲۹ جاپانی نوٹ جو ہنگامہ بج بج میں سرقہ شدہ بیان کئے گئے۔ اس کے قبضہ سے برآمد ہوئے۔ ایک پولیس انسپکٹر نے شہادت دی۔ کہ ہنگامہ کے متعلق بھوانی پور میں گرفتار ہونے والے ایک سکھ سے ایسے نوٹ ملے تھے۔ (پن بر)

بمبئی ۴۔ دسمبر۔ مہارانی بڑودہ نے آسٹریوں کے حملہ کا پورا پورا حال بیان کیا ہے۔ جو کہ انھوں نے کارلسباد کے ہوٹل پر جہاں آپ مقیم تھیں۔ کیا تھا۔ جب لڑائی چھڑی۔ تو آسٹروی افسروں نے آپ سے بہت نیک سلوک کیا۔ آپ ان برٹش سرکاری عہدہ داروں کی مشکور ہیں۔ جنہوں نے سوئیٹزرلینڈ سے انگلستان تک انہیں راستہ بتلانے میں مدد دی۔

مجسٹریٹ کے اختیارات کا مسئلہ۔ (کلکتہ ۲ دسمبر) مسٹر گینا مارول ڈویژن پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر تھا۔ جسمیں سرو کا چرن پال نے رادہا کشن خرم کو ۴ ہزار روپے کے متعلق دھوکا دینے کا الزام لگایا تھا۔ مجسٹریٹ نے جوڈیشل تحقیقات کے بعد ملزم کے خلاف وارنٹ جاری کیا ملزم برٹش علاقہ سے بھاگ کر بیکانیر میں چلا گیا۔ مجسٹریٹ نے عدم اختیارات کی بناء پر ملزم کی حوالگی کے لئے بیکانیر وارنٹ بھیجنے سے انکار کیا۔ اور مسل چیف پریزیڈنسی کے پاس صدور حکم کے لئے بھیجدی۔ جس نے لکھا۔ کہ مجسٹریٹ کو اس قسم کے وارنٹ کے اجراء کا پورا اختیار حاصل ہے۔ چنانچہ اب مجسٹریٹ نے پولیٹیکل ایجنٹ بیکانیر کو حوالگی ملزم کے بارہ میں لکھا ہے۔

مقدمہ سازش باریسال کا مفرور ملزم

(کلکتہ یکم دسمبر) اس مقدمہ میں ڈیفنس نے مسٹر بی سی چٹرجی کے ایک بیان کے متعلق بغرض شہادت مسٹر بی۔ ایل رائے کو طلب کرنے کی درخواست کی۔ مگر عدالت سے منظور نہ ہوئی۔

خریداران خط وکتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ ۸۔ دسمبر ۱۹۱۴ء

دنیا خدا کے مامور کی باتوں کو تسلیم کر رہی ہے

خدا کے مامور کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ جو کچھ وہ فرماتا ہے۔ وہ دنیا والے اگر طوعاً نہیں مانتے تو پھر کرہاً مانتے ہیں۔

سب سے پہلے حضرت اقدس نے خدا کی وحی اور ایک رویاء کی بناء پر خبر دی۔ کہ اس ملک میں طاعون آ رہا ہے۔ اور یہ عذاب الٰہی ہے۔ اسے معمولی وبا نہ سمجھو۔ پس اسکا علاج سوا توبہ استغفار اور اپنے اعمال میں اصلاح کے اور کچھ نہیں۔ لیکن حقیقت ناشناسوں نے اس پر تمسخر اڑایا۔ آخر کئی سالوں کے بعد اب تقریباً تمام لوگ اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ یہ بیماری معمولی بیماری نہیں بلکہ عذاب الٰہی ہے۔ اور اس کا کوئی حکمی علاج نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کیلئے کوئی موسم یا خاص ضابطہ معلوم کیا جا سکا ہے اگر یہی بات پہلے مان لی جاتی۔ تو بہت سی خلق خدا ہلاکت و تباہی سے بچ سکتی۔

پھر اسی طرح آپ نے مذہبی دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے ایک تجویز پیش کی۔ جو الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ یعنی یہ کہ مباحثات کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اور تمام مذاہب والے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ لیکن اہل مذاہب کے مناظرین جو اپنی اپنی دکانوں کی رونق مباحثات ہی میں دیکھتے تھے۔ یہ بات کب ماننے والے تھے۔ اس نیک تحریک کو انہوں نے حضرت اقدس کے نارجانبیر محمول کیا۔ لیکن آخر پریس ایکٹ نے (جسکا اسوقت وہم و گمان بھی نہ تھا) ان کی آنکھوں کو کھول دیا۔ اور وہ لکھنے میں احتیاط کرنے لگے۔ اور پھر رفتہ رفتہ طوعاً نہیں تو کرہاً اس بات کی طرف آ گئے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ دوسرے مذاہب پر دریدہ دہنی سے حملہ کرنا چھوڑ دیا جائے۔ پھر ان کے آپس میں تعلقات ایسے خراب ہوئے کہ وہ خود ہی چیخ اٹھے۔ اور از دست خویشتن فریاد کے مصداق بنے

اب جو سکھوں اور آریوں کی آپس میں چل رہی ہے۔ تو آریوں کے مہاتما منشی رام صاحب نے آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر جو لیکچر دیا ہے۔ اس میں بھی یہی کہا ہے۔ جو خدا کا مامور بہت پہلے فرما چکا ہے۔ چنانچہ اس لیکچر کا اقتباس یہ ہے۔

"میں اپنے مسلمان بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہندوستان بھر کے آریہ سماجی اس سلوک کو کبھی فراموش نہ کریں گے۔ میں مانتا ہوں۔ کہ آریہ سماج میں چند آدمی اختلاف پھیلانے والے ہیں۔ تو ان کو ویسا ہی دشمن آریہ سماج کا سمجھو۔ لیکن جو نیک نیتی سے لکھتے ہیں۔ ان کو دشمن نہ سمجھو۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ آپ کو بھی اسی راہ پر لے آئیں۔ جس کو وہ خود اچھا سمجھتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہم سب کا پتا پرماتما اور ایک جننی ماتا ہوتے ہوئے آپس میں اختلاف ہوں۔ مباحثے کرنے والے آریوں اور مسلمانوں میں کتنے ہیں۔ جو پرمیشور کا دھیان کرتے ہیں۔ لیکن غریب گاؤں والوں میں جا کر دیکھو۔ کہ جو شاستراتھ کا نام نہیں جانتے۔ دو وقت سندھیا کرتے ہیں۔ لیکن آپ میں سے جس کسی کو مباحثے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ سندھیا کرنا اتنا ضروری نہیں سمجھتا۔ جتنا کہ مباحثہ کرنا۔ مجھے امید نہیں۔ کہ آپ مباحثہ بند کر دیں گے۔ لیکن آجکل مباحثے وہ لوگ نہیں کرتے۔ جن کو دہرم کی لگن ہوتی ہے۔ بلکہ وہ کرتے ہیں۔ جن کو بیعیت لینی ہوتی ہے۔ مجھ کو معلوم ہے۔ ایک مسلمان ایک آریہ پنڈت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اس پنڈت سے پوچھا۔ کہ کیا کوئی خط دیوبند سے مباحثے کے لئے آیا ہے۔ مولوی نے بتلایا۔ کہ مجھے خط آیا تھا۔ میں نے اکاون روپیہ فیس طلب کی ہے۔

آپ میں بھی ایسے کئی ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ۲۵ روپیہ نذرانہ لوں گا۔ تب مباحثہ کروں گا۔ جن کی روزی ہی اسی پر چلتی ہے وہ مباحثہ کسطرح بند کر سکتے ہیں۔ کیا دید کا سورج ایسا ہی مدھم ہے۔ کہ مت متانتروں کے حملوں سے دب جائے۔ میں برملا کہتا ہوں۔ کہ وہ زمانہ اور تھا جب آپ کو شاستراتھ کی ضرورت تھی لیکن اب مباحثوں کی ضرورت نہیں۔ کہ فنی بات ہے۔ جو دیگر مذاہب والے نہیں مانتے۔ میں نے اس سے پہلے بھی آپ کو ایک قصہ کہا تھا۔ کہ رشی دیانند کو کھنڈن کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس نے جنگل صاف کرنا تھا۔ اسلئے اس کیلئے آگ اور کلہاڑا چلانا لازمی تھا۔ لیکن اب جبکہ اس نے جنگل صاف کر کے بیج بو دیا ہے۔ آپکا کام نہیں۔ کہ آگ اور کلہاڑے لئے پھرو۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ کھیتی کو پانی دو۔"

ان سطور کے پڑھنے سے آپ پر ظاہر ہو گیا ہوگا۔ کہ ہمارے آریہ بھائی کیونکر آخر اسی فیصلہ پر مجبور ہوئے ہیں۔ جو خدا کے مامور نے بہت پہلے اس سے کیا تھا۔ اسی طرح کئی سال ہوئے۔ مسیح موعود نے لکھا کہ ٹرکی سلطنت اب اسلامی سلطنت نہیں۔ اور اسکے بادشاہ خلیفۃ المسلمین کہلانے کے قابل نہیں رہے۔ اسوقت ہمارے مسلمان بھائی بہت برہم ہوئے۔ اور دل کھول کر کفر کے فتوے دیئے۔ مگر آخر وقت آ گیا۔ کہ خود وہی الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ اور جلسے کر کر کے ترکی سلطنت سے اپنی بے تعلقی بیان کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ بات ہے۔ جو مسیح موعود ان سے کہتا تھا۔ مگر اس وقت ان لوگوں کے سامنے وہ نظارے نہیں تھے۔ جو خدا کا مامور اپنی الٰہی آنکھ سے دیکھ رہا تھا۔

پس میں اب بھی اپنے ہموطنوں کو اسی بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہونے سے قبل ان حقیقتوں کو مان لیں۔ جو خدا کے مامور نے بیان کیں۔ کیونکہ اگر طوعاً نہیں مانو گے۔ تو آخر کرہاً ماننا پڑیگا۔ لیکن ایسا ماننا کچھ عزت کا ماننا نہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام کس قسم کے آدمی چاہتے تھے

(حضور کے اپنے الفاظ مقدسہ میں)

"میری امیدیں ان غریبوں پر بہت ہیں۔ جو نہ بی۔ اے بننا چاہتے ہیں۔ اور نہ ایم۔ اے۔ بلکہ بقدر کفایت معاش دنیا اختیار کرتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں ہر دم یہ خلش ہے۔ کہ کسی طرح ہم نیک انسان بن جائیں۔ اور خدا ہم سے راضی ہو۔ سو وہ ہدایت پانے سے بہت قریب ہیں۔ کیونکہ ان کے خیالات میں تفرقہ نہیں ہے۔"

ان الدین عند اللہ

الاسلام

قرآن کریم کی زبان

اللہ تعالیٰ کے وجود کو انسانی آنکھ اپنے محدود اور مقید حلقہ نظر کی وجہ سے نہیں دیکھتی۔ ہاں وہ زبردست وطاقتور آقا اپنے وجود کا اظہار اپنے افعال اور اپنی قدرت نمائی کے ذریعہ کرتا ہے۔ اور جب تک کسی قول کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فعل بھی نہ ہو۔ ہم اسکی نسبت کبھی یقین نہیں کر سکتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ ہمارے لئے خدا کے قول کو پہچاننے کا سوائے اسکے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اسکا فعل اس بات کی شہادت دے کہ واقعہ میں وہ قول جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ اسی کا ہے

اگر ہم اس قاعدہ کے ماتحت مختلف مذاہب کو پرکھیں تو ہم فیصلہ میں کبھی غلطی نہیں کر سکتے۔ بشرطیکہ اسکے فعل کے مطالعہ میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے اور اسکے غیر کے فعل کو اسکا فعل نہ سمجھ لیا جائے۔ ہم قرآن کریم کی صداقت کے متعلق اسوقت اسی معیار کے مطابق ایک مختصر نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی غرض مذہب کو بھیجنے سے اسکے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ اس سے لوگ واقف اور آگاہ ہوں اور اسکے کلام سے ہدایت و معرفت حاصل کریں۔ اور یہ بات کبھی نہیں حاصل ہو سکتی۔ جب تک کہ لوگ اس زبان سے واقف نہ ہوں جس میں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اترا ہے پس اگر ہم دیکھیں کہ کوئی کلام کسی ایسی زبان میں نازل ہوا ہے جسے عام طور پر دنیا کے لوگ نہیں سمجھتے۔ یا یہ کہ وہ زبان کسی وقت آکر مٹ گئی ہے تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ خدا تعالیٰ کے فعل نے اس کلام کے باطل یا بیکار ہونیکی شہادت دیدی ہے کیونکہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک چیز کو خدا تعالیٰ چاہے کہ کل دنیا تک پہنچائے اور پھر اس ذریعہ کو مفقود کر دے جسکے ذریعہ وہ لوگوں تک پہنچ سکتی تھی اگر اسکے پہنچانے کے ذرائع مفقود ہو گئے ہیں تو یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ منشاء الٰہی اب اس کلام کو مٹا دینیکا ہے۔

قرآن کریم سے پہلے جسقدر کتابیں دنیا میں نازل ہوئی ہیں اور جنکے پیرو اسوقت موجود ہیں یا بالکل مٹ چکے ہیں ان سب کو دیکھ لو ایک بھی کتاب ایسی نہ ملیگی جس کی زبان اسوقت زندہ موجود ہو صحف آدم و نوح کا حال تو تاریخ میں بھی محفوظ نہیں اور اسی طرح صحف ابراہیم کسی یقینی ثبوت کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچے وہ کس زبان میں نازل ہوئے تھے۔ اسکا حال بھی ہم نہیں جانتے ہاں قدیم مذہبی کتب میں سے ژند و اوستا اور وید باقی ہیں ان میں سے پہلی کتاب اور اسکی تفسیر کی زبان تو پہلوی تھی اور دوسری کی سنسکرت۔ جب یہ کتب نازل ہوئیں اسوقت ان زبانوں کا استعمال دنیا میں ضرور ہوتا ہوگا اور اسوقت کے لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے ہونگے لیکن آج دنیا میں نہ پہلوی زبان بولی جاتی ہے نہ سنسکرت دونوں کی دونوں زبانیں مرچکی ہیں اور اسوقت کوئی ملک صفحہ دنیا پر ایسا نہیں ہے جہاں کے باشندے ان زبانوں میں کلام کرتے ہوں

توراۃ جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ اور اسی طرح بعد کے انبیاء کی کتب عبرانی میں اتریں مگر عبرانی زبان بھی آج دنیا کے پردہ سے مفقود ہے اور کسی ملک میں عبرانی زبان نہیں بولی جاتی یہود بہت زور مار رہے ہیں کہ پھر اس زبان کو زندہ کیا جائے لیکن چونکہ یہود خود کسی ایک ملک کے باشندے نہیں اور مختلف ممالک میں رہنے کی وجہ سے ان ممالک کی زبانوں کے محتاج ہیں وہ اس امر میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور عبرانی زبان کے مردہ تن میں روح پھونکتے ہیں ابتک انکو کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔

انجیل کی اصل زبان کی نسبت اختلاف ہے کہ وہ کس زبان میں نازل ہوئی۔ مسیحی ایک پہلی پیشگوئی کو مسیح پر چسپاں کرنیکے لئے (یعنی وہ غیر زبان میں کلام کریگا) یہ دعوے کرتے ہیں کہ حضرت مسیح یونانی میں کلام کرتے تھے اسلئے پہلے اناجیل یونانی زبان میں ہی تصنیف ہوئی ہیں لیکن حق امر یہی ہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھی اور یہود کو بتایا گیا تھا کہ وہ موعود نبی عبرانی میں جو تمہاری زبان ہے کلام نہیں کریگا بلکہ غیر زبان میں یعنے عربی میں کلام کریگا ورنہ حضرت مسیح کا یونانی زبان میں کلام کرنا معتبر دلائل سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ اور پھر جب کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مسیحی اس بات کے مقر ہیں کہ اناجیل مسیح پر نازل نہیں ہوئیں (کیونکہ وہ انکے عقیدہ کے ماتحت خدا تھا پھر خدا پر کلام کہاں سے نازل ہوتا) بلکہ اسکے حواریوں پر نازل ہوئیں اور حواریوں کا جو اپنے زمانہ کے علماء میں سے نہیں بلکہ عوام میں سے تھے یونانی زبان کا عالم ہونا ایک ایسا دعوی ہے جسکا ثبوت ماننا مشکل ہے پس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ مسیح یا انکے حواریوں نے یونانی زبان میں کلام کیا اور عدم ثبوت کی صورت میں یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ وہ اپنی مادری زبان میں کلام کرتے ہونگے اور اناجیل بھی اسوقت کی بگڑی ہوئی عبرانی یا فصیح عبرانی میں لکھی گئی ہونگی گو بعد میں انکا جلد ہی یونانی میں بھی ترجمہ ہو گیا ہو۔ اور اس صورت میں ہمیں ماننا پڑیگا کہ اناجیل کی زبان بھی مرچکی ہے اور خدا تعالیٰ کے فعل نے اس بات کی شہادت دیدی ہے کہ اناجیل اس زمانہ کے لئے ہدایت نامہ نہیں بن سکتیں۔ اور اگر یونانی زبان کو ہی اصل مان لو تو بھی اسوقت کی یونانی زبان اب مرچکی ہے اور جو زبان موجود بھی ہے وہ بھی تنزل پذیر ہے۔

دیگر کتب کی زبانوں کے خلاف قرآن کریم کی زبان قرآن کریم کے نزول کے بعد نہ صرف ابتک قائم رہی ہے۔ بلکہ اسنے حیرت انگیز ترقی کی ہے اور یا تو جزیرہ نمائے عرب میں اسکا رواج تھا۔ اور یا ترقی کرتے کرتے اب اسوقت وہ شام مصر عراق۔ طرابلس الجزائر تیونس اور مراکش کی یہی زبان ہو گئی ہے اور ان ممالک کے علاوہ افریقہ کے اور مختلف سواحل پر اسکا رواج ہے پھر دنیا کے اور بہت سے ممالک میں اس کی تعلیم ایک وسیع پیمانہ پر جاری ہے اور یہ امر اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ منشاء الٰہی یہی ہے کہ قرآن کریم کو دنیا میں پھیلایا جائے اور یہی وجہ ہے کہ اسکی زبان کی حفاظت ہی نہیں فرمائی بلکہ اسکو دنیا میں اور بھی پھیلا دیا ہے اگر نزول قرآن کریم کے زمانہ میں ایک آدمی عربی زبان میں کلام کرتا تھا تو آج سو آدمی اس میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے بعد قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے پس آج صرف ایک ہی کتاب ہے جسکی زبان زندہ ہے اور دنیا میں بولی جاتی ہے کروڑوں آدمیوں کے خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے اور وہ قرآن کریم ہے ورنہ جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں باقی جسقدر مذاہب کی الہامی کتب ہیں ان سب کی زبانیں مردہ ہیں اور کسی ملک میں زبان کے طور پر انکا رواج نہیں جو امر ثبوت ہے اس بات کا کہ کتابوں میں سے زندہ کتاب بھی صرف قرآن کریم ہے اور دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے صرف قرآن کریم ہے اور دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے قائم ہی نہیں رکھا بلکہ اور بڑھایا ہے۔

سورج مکھی

تجارتی فوائد کے عظیم الشان امکانات

ہر حصہ کے فوائد ہمارے باغوں میں سورج مکھی کے پھول بہت خوبصورت اور بکثرت پیدا ہوتے ہیں مگر ہم اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ ان سے کیا کیا تجارتی فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں سورج مکھی کے پھول میں تیل کافی مقدار میں ہوتا ہے اس حقیقت سے یورپ میں فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ پھول تجارتی نقطۂ نظر سے بہت کارآمد بن گیا ہے۔ جنوبی روس میں اسکے پودے کی کاشت تیل کی غرض سے کیجاتی ہے۔ جس کو صابن بنانے کے کام میں لاتے ہیں اسکے شگوفوں سے ایک چمکدار اور دیرپا رنگ نکلتا ہے۔ پتوں میں ایک نرم اور چیپ دار مادہ بالخصوص کثرت کے ساتھ ہوتا ہے جو پھول کی رنگت کی زردی کا جزو اعظم ہے شاخوں سے کارآمد ریشے نکالے جاتے ہیں پتے اور شاخیں نہایت قیمتی کھاد کا کام بھی دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ شاخوں کی نسبت یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایندھن کے طور پر بھی کارآمد ہیں۔ اور ان کی راکھ سے پٹاش نکلتا ہے۔ بالواسطہ طریق سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ یہ شہد کی مکھیوں کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا پودا ہے۔

کاشت تجربہ کے طور پر ہندوستان میں سورج مکھی کی کاشت پہلے پہل سنہ۱۸۷۳ء میں بنگلور میں کی گئی۔ تاکہ یہ آزمائش کیجاسکے کہ یہ دلدل دار زمین کو کس حد تک قابل زراعت بنا سکتی ہے۔ اور مرطوب اضلاع سے ملیریا کو دفع کرنے کی کہاں تک قابلیت رکھتی ہے اسکی موخر الذکر خوبی کی طرف ہیرا بوٹنکل سوسائٹی نے اپنے ایک مضمون میں توجہ منعطف کرائی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ ہالینڈ میں اسکی کاشت سے عجیب و غریب اثرات ہوئے۔ مگر ان تجربوں سے ثابت ہوا کہ ملیریا کے دفع کرنیکی خوبی و خاصیت جو اس پودے میں بیان کیجاتی ہے صحیح نہیں ہے اگرچہ پانی کے نکاس کے انتظام سے۔ جو اسکے پھلنے پھولنے کے لئے لازمی ہے اُن اضلاع کی آب و ہوا قدرتی طور پر بہتر ہو گئی۔ اس طرح شروع ہو کر سورج مکھی کی کاشت سنہ۱۸۷۷ء کے ختم تک برابر جاری رہی تاکہ اس سے تیل اور اسکے تخم اور تنے وغیرہ سے اقتصادی پیداوار کا کام لیا جاسکے

ایک سرکاری رزولیوشن اس مسلسل زراعت کے متعلق سب سے آخری سرکاری رپورٹ سنہ۱۸۷۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کا ایک رزولیوشن درج ہے جس کا منشا یہ ہے کہ جب تک اسکے تیل کی نسبت تجزیہ کیمیائی کی رپورٹ موصول نہ ہو چکے۔ اسکی کاشت تجربہ کے لئے جاری رکھنا غیر ضروری ہے۔ اس فیصلہ کی وجہ یہ تھی کہ اسوقت تک جو نتائج معلوم ہوئے تھے۔ ان سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ تیل پیدا کرنے میں جو لاگت آتی تھی اسکے لحاظ سے اسکی کاشت میں کچھ نفع نہ تھا۔ اس فیصلہ کی تاریخ کے بعد سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر کسی قسم کی کوشش نہیں کی گئی۔

مزید آزمائش کی ضرورت لیکن جب اس پودے کی زراعت تجارتی امکانات سے اسقدر پر ہو۔ اور جب یورپ میں اُنکو اصلیت کے درجے تک پہنچایا گیا اور اُن سے فائدہ اٹھایا گیا ہو تو ہمارے لئے بھی مناسب ہے۔ کہ ہم اس پودے کی پھر آزمائش کریں اور گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ایسے کارآمد پودے کے متعلق تجربوں کے جاری رکھنے کی حمایت کرے۔

تیل کے فوائد علاوہ اُن امکانات کے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے تخم کے دبانے سے جو تیل حاصل ہوتا ہے وہ سورج مکھی کی نہایت ہی قیمتی پیداوار ہے۔ اور وہ کئی طریقے سے کارآمد ہو سکتا ہے۔ اگر صاف ہو تو روغن زیتون اور روغن بادام کے ہم پلہ کہا جاتا ہے اور اسی طرح خورد و نوش کے کام میں لا سکتے ہیں۔ روس میں روغن زیتون اور روغن بادام میں اسی تیل کی آمیزش کی جاتی ہے کیونکہ یہ ان کی نسبت سستا ہوتا ہے۔ البتہ جو تیل بنگلور کے پودوں سے نکالا گیا تھا وہ دسترخوان پر کام آنے کے قابل نہیں تھا۔ تجربہ کے لئے جو کاشت کی گئی تھی۔ اُس کے سپرنٹنڈنٹ نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مدراس ریلوے کمپنی نے اسکو بطور روشنی کے تیل کے ناکارہ قرار دیا۔ کیونکہ بار بار تجربہ سے ثابت ہوا کہ یہ اپنے رقیق ہونے کی وجہ سے تیز رو گاڑیوں میں کام نہیں دے سکتا۔ سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل نے معلوم کیا کہ یہ اسقدر آہستہ اور دیر میں خشک ہوتا ہے کہ نقاشی کے لئے بھی ناموزوں ہے۔ محکمہ جنگ نے معلوم کیا کہ تمام ضروریات کے لئے کافی ہے لیکن اسکی قیمت زیتون کے تیل سے گراں ہے۔ حالانکہ وہ بھی اسی قدر کارآمد ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مشینوں کو چکنا کرنے کے لئے یہ تیل ارنڈی کے تیل کی نسبت چار گنا چاہیئے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اس سے مصروفیت اور خرچ دونوں بڑھ جاتے ہیں اِس مضمون کا مصنف سائنس انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے کہ اس تیل کا استعمال ترادنی ملبوسات، روشنی شمع اور صابن سازی میں ہوتا ہے۔ مؤخر الذکر کاموں کے لئے یہ اکثر تیلوں سے بہتر ہے۔ کھلی کی شکل میں یہ مویشیوں اور مرغیوں کے لئے نہایت ہی مفید غذا ہے۔

تجارتی پہلو اس کے فوائد کی بحث اور اُن کوششوں سے جو اسکو ہندوستان میں کارآمد بنانے کے لئے کی گئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیقت میں نہایت مفید ہے۔ لیکن اسکے بنانے میں جو لاگت آتی ہے وہ اسقدر زیادہ ہے کہ یہ امید نہیں بندھتی کہ یہ مشینوں کو چکنا کرنے کے لئے یا باورچیخانہ کے کام یا روغنی کا سامان کرنے کے لئے دوسرے تیلوں کا مقابلہ کر سکے جو زیادہ کارآمد ہیں۔ اور ساتھ ہی زیادہ ارزاں ہیں۔ یہ بھی مشکوک ہے کہ آیا اور کاموں کے لئے اسکی تجارت برآمد میں نفع رہ سکتا ہے یا نہیں۔

غذا کے طور پر روس میں سورج مکھی کے بیج بازاروں میں بکتے ہیں۔ اور گری کے طور پر کھائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ان کو بھون لیا جاتا ہے۔ اور ان کو قہوہ کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ بھیڑ۔ مرغی۔ خرگوش وغیرہ کے لئے یہ بیج نہایت عمدہ غذا خیال کئے جاتے ہیں۔ اور مویشیوں کے لئے السی سے بھی بہتر سمجھے جاتے ہیں۔ یورپ کے بہت سے حصص میں سورج مکھی کی بہت وسیع کاشت ہوتی ہے کیونکہ پالو جانوروں کے لئے اسکے بیج بہت مفید غذا کا کام دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ان بیجوں کی کھلی بھی مویشیوں کی غذا بنتی ہے پتے بھی مویشیوں اور گھوڑوں کے لئے چارہ کے طور پر مفید بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن کرنل ہوڈم نے ظاہر کیا ہے کہ میسور میں مویشی اس خوراک کی طرف اسقدر جلد راغب نہیں ہوتے جسقدر کہ یورپ میں ہوتے ہیں۔

"الفضل" ہم یہ مضمون درج کرنے کے لئے ہمعصر "عصر جدید" کے ممنون ہیں +

ناظرین۔ اخبار کی توسیع اشاعت کیلئے خاص طور پر کوشش کریں۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مبلغ دیار مصر کا مکالمہ ڈاکٹر زویمر بشپ قاہرہ سے

ڈاکٹر زویمر ایک نامی پادری ہے جو چار پانچ سال کے عرصے سے امریکن مشن کی طرف سے قاہرہ میں بحیثیت بشپ رہتا ہے۔ اور قبل ازیں قریباً پندرہ سال کا عرصہ بحرین میں اسی عہدے پر رہا ہے۔ پچھلے دنوں میں اس نے جامع ازہر میں آکر طلباء کو عیسائیت کی طرف بلایا لیکن مکرم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو اس کے واپس چلا جانے کے بعد اطلاع ہوئی۔ اسلئے طلباء کی درخواست پر دوسرے روز آپ بمعیت چند طلباء ڈاکٹر مذکور کی کوٹھی پر چلے گئے۔ اور اس طرح پر گفتگو شروع ہوئی:-

پادری۔ کیا جناب کا وطن مالوف جاوا ہے۔

شیخ صاحب۔ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔

(پاس ہی میز پر ہندوستان کا مطبوعہ تین ترجموں والا قرآن کریم رکھا تھا اس کی طرف اشارہ کر کے)

پادری۔ دیکھئے یہ قرآن کریم ہندوستان کا چھپا ہوا ہے۔

شیخ صاحب۔ ہاں ہندوستان ہی کا چھپا ہوا ہے۔

پادری۔ کیا ہی خوبصورت ہے۔

شیخ صاحب۔ واقعی بہت خوبصورت چھپا ہوا ہے۔

پادری۔ کل جاوا کے ایک صاحب تشریف لائے تھے۔ میں نے انہیں جاوی زبان میں مترجم قرآن شریف دکھلایا وہ بہت خوش ہوئے پھر ایک قلمی لکھی ہوئی صحیح بخاری جس کی لکھائی نہایت اعلیٰ تھی لاکر شیخ صاحب کے ہاتھ میں دیکر

پادری۔ دیکھئے اس کا خط کیسا عمدہ ہے۔ میں مدت سے ایسی بخاری کی تلاش میں تھا۔ ابھی تھوڑے ہی دن گذرے ہیں کہ یہ کتاب میں نے ایک شخص کے پاس دیکھی اور فی الفور اس سے خرید لی ۔

شیخ صاحب۔ خوب۔

پادری (صحیح بخاری کے پہلے باب کی تیسری حدیث جس میں ورقہ بن نوفل کا ذکر ہے نکال کر) یہ حدیث پڑھئے۔

ابھی شیخ صاحب نے ختم نہیں کی تھی کہ پادری صاحب درمیان میں ہی بول اٹھے۔

پادری۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ (۱) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب انجیل خود سنی (۲) آپ کے زمانہ میں اصلی انجیل موجود تھی (۳) جس انجیل کی قرآن کریم تعریف کرتا ہے وہ اس زمانہ میں موجود تھی۔ ان تینوں باتوں سے کم از کم یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تک انجیل تحریف و تبدیل سے پاک تھی ۔

شیخ صاحب۔ ڈاکٹر صاحب سنیئے۔ جن تین مقدمات سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے وہ تینوں سرے سے باطل ہیں ان سے ثابت کیا ہوتا ہے۔ پہلے تو آپ پہلے مقدمہ کو اس حدیث سے ثابت کر کے دکھائیں ۔

پادری۔ دیکھئے اس حدیث میں ناموس کا لفظ موجود ہے۔ جو انجیل ہی کا نام ہے ۔

شیخ صاحب۔ خوب آپ بھی خوب ہی سمجھے۔ اور بس کمال ہی کر دیا۔ جناب ڈاکٹر صاحب سنیئے! یہاں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو ناموس کہا گیا ہے جسے سنکر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی وحی ہے۔ جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوتی تھی تو کیا انجیل حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔

اسپر پادری صاحب بہت گھبرا گئے اور مبہوت ہو کر بیٹھ گئے

شیخ صاحب۔ اب دوسرا مقدمہ لیجئے۔ مانا کہ انجیل اس زمانہ میں موجود تھی مگر یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ اس وقت تک اس میں کسی قسم کی تحریف واقع نہیں ہوئی تھی۔ اس حدیث میں تو اس بات کی طرف اشارہ بھی نہیں ملتا۔ کیا جب مثلاً یہ کہا جائے کہ فلاں شخص انجیل پڑھتا ہے۔ تو اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو انجیل دراصل حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی یہ وہی ہے اور اس میں کسی قسم کی تحریف و تبدیلی نہیں ہوئی۔ جب یہ صحیح نہیں تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ورقہ بن نوفل بعینہٖ وہی انجیل لکھا کرتے تھے۔ اور تیسرا مقدمہ آپ کا بھی ثبوت طلب ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ قرآن کریم اسی انجیل کی تعریف کرتا ہے جو ورقہ بن نوفل لکھا کرتا تھا۔ قرآن کریم تو شروع سے لیکر آخر تک کھول کھول کر بتا رہا ہے کہ موجودہ انجیل بالکل محرف و مبدل ہے۔ اسلئے آپ کے تینوں مقدمات باطل ہیں۔ ہاں اگر آپ کے پاس کوئی اور ثبوت ہے تو بیشک لائیے۔ پادری صاحب بالکل مبہوت ہو گئے اور صحیح بخاری بند کر دی اور شیخ صاحب کی طرف سے روئے سخن پھیر کر ایک صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ۔

پادری۔ اس وقت ہمارے سامنے دو آدمی ہیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب اور یسوع مسیح اب ان دونوں کے سوانح اور حالات پر نظر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی خود مسلمانوں کی کتابوں کی رو سے۔ یہ کہکر پادری صاحب ایک خوبصورت کاغذ لائے۔ جس پر دو حدیثیں نہایت خوشخط لکھی ہوئی تھیں اور کہنے لگے ۔

پادری۔ یہ تمہارے رسولؐ اور ان کے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی سوانح کا لب لباب ہے۔ اور خود تمہاری ہی کتابوں میں لکھا ہے کہیں ہم اپنی کتابوں سے نہیں نکال لائے۔ شیخ صاحب نے پادری صاحب سے وہ ورق لے لیا دیکھا تو اس میں دو روایتیں لکھی تھیں۔ جنمیں سے پہلی روایت کا مضمون تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ من ذالک) عورتوں کے ساتھ متہم تھے۔ اور دوسری روایت کا یہ مضمون تھا کہ سلف صالحین نے احادیث کے پہنچانے میں جسقدر جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی جھوٹا نہ ہوگا اس کے جواب میں ایک صاحب نے فرمایا کہ یہ دونوں حدیثیں وضعی ہیں جن کی کچھ اصلیت نہیں اور ان کا راوی کلبی ہے۔ جس پر اسماء الرجال کی کتب میں بہت جرح کیگئی ہے ۔

شیخ صاحب نے فرمایا یہ بھی جانے دیجئے۔ کیونکہ اس سے ایک علمی بحث چھڑ جائیگی۔ خود انہی دونوں روایتوں میں غور کیجئے۔ دوسری حدیث ظاہر کرتی ہے کہ احادیث کے تمام راوی جھوٹے ہیں اس لئے اس دوسری روایت سے پہلی روایت کا کذب ثابت ہو گیا۔ اب لیجئے دوسری روایت سو یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھوڑی ہے کسی احد من الناس کا خیال ہے جو کسی صورت میں قابل اعتماد نہیں ہے۔ اسپر پادری صاحب بالکل خاموش ہو گئے اور مبہوت ہو کر کہنے لگے ۔

پادری۔ دراصل مسلمانوں میں حق طلبی کا مادہ کم ہے۔ ورنہ قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کی بابت صریح لکھا ہے۔ وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ۔

شیخ صاحب۔ اس سے کیا ثابت ہوا۔

پادری۔ یہ کہ حضرت عیسیٰ تمام انبیاء سے افضل ہیں ۔

شیخ صاحب۔ یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ بس وہی وجیہ تھے۔ انکے سوا اور کوئی وجیہ نہیں تھا یا کسی اور آیت میں قرآن کریم نے بتایا ہے کہ باقی تمام انبیاء غیر وجیہ تھے

پادری۔ قرآن کریم کا صرف حضرت عیسیٰ کو وجیہ بتانا ظاہر کرتا ہے کہ یہ انکی خصوصیت تھی ۔

شیخ صاحب۔ اس سے تو آپ کے لئے ایک اور سخت مشکل

پیش آ جاوے گی - وہ یہ کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کافر نہیں تھے - سو آپ کی دلیل کی رو سے صرف حضرت سلیمان سے کفر کی نفی کرنے اور حضرت عیسیٰ سے اس کی نفی نہ کرنے سے یہ ثابت ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کافر تھے -

اب تو پادری صاحب کا ناطقہ بند ہوگیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے - شیخ صاحب کے جوابات پر مناقشہ کرنا چھوڑا تھا اور اب اعتراضات کرنے سے بھی رہ گئے - اب آپ کلام کا پہلو بدلکر اور شیخصاحب سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے -

پادری - آپ انگریزی جانتے ہیں -

شیخ صاحب - جی ہاں - کچھ جانتا ہی ہوں -

پادری - (ایک انگریزی رسالہ لاکر) یہ رسالہ لنڈن سے نکلتا ہے، اور ایک اسلامی رسالہ بھی مسلمانان ہندوستان کی طرف سے ووکنگ میں سے نکلتا ہے - جس کے ایڈیٹر خواجہ کمال الدین صاحب ہیں (اس کا بھی ایک نمبر لے آئے)

شیخ صاحب - ایک رسالہ انگریزی ہندوستان سے بھی نکلتا ہے جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے -

پادری - ہاں وہ اسلامی رسالہ نہیں ہے بلکہ قادیانی ہے -

شیخ صاحب - ہاں ٹھیک ہے - میں بھی وہیں کا رہنے والا ہوں -

پادری (مسکرا کر) ہاں تو جناب قادیانی ہیں -

شیخ صاحب - ہاں - اور یہ تو فرمایئے کہ آپنے کس بنا پر ریویو آف ریلیجنز کو غیر اسلامی پرچہ قرار دیا ہے -

پادری - اس لئے کہ وہ پرچہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسیح صلیب پر کھینچے تو گئے مگر صلیب پر مرے نہیں تھے -

شیخ صاحب - یہ تو آپکے مذہب پر کاری حملہ ہے - جس سے آپکے مذہب کا فیصلہ ہو جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ آپ لوگ ہمیں اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں تاکہ ہمارے حملہ سے بچ سکو -

پادری (کچھ دیر خاموش رہ کر) آج مجھے زیادہ فرصت نہیں ہے زیادہ وقت میں نہیں دے سکتا اس لئے معافی کا خواستگار ہوں

اس کے بعد پادری صاحب چند رسالے لائے اور شیخ صاحب اور آپکے رفقاء کو دے کر کہنے لگے - میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان کا بغور مطالعہ فرمائینگے - شیخصاحب اور آپکے رفقاء وہ رسالے لیکر واپس چلے آئے *

قصص باطلہ

نمبر ۷

تابوت - سکینہ - اور بقیہ آل موسیٰ و ہارون

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ طالوت کے متعلق فرمایا ہے کہ جب انکی قوم نے انکی بادشاہت اور حکومت کے متعلق شک کیا تو اس وقت کے نبی نے فرمایا کہ ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم و بقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ واٰل ھارون تحملہ الملائکۃ ان فی ذلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مؤمنین - اس کی حکومت کی نشانی یہ ہوگی کہ تمہارے پاس ایک ایسا تابوت آئیگا - جسمیں سکینۃ ہوگی - اور آل موسیٰ اور آل ہارون نے جو کچھ چھوڑا تھا اس کا بقیہ ہوگا - فرشتے اس کو اٹھائے ہونگے - اسمیں تمہارے لئے ضرور ایک نشانی اور علامت ہے، اگر تمہاری نیت ایمان لانے کی ہے -

اس آیۃ میں الفاظ تابوت - سکینۃ اور بقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ واٰل ہارون کے متعلق عجیب عجیب روایات مشہور کی گئی ہیں جن سے واقف ہونا فائدہ سے خالی نہیں اس لئے آج ہم پہلے تو ان حکایات کو بیان کرتے ہیں جو ان تینوں الفاظ کے متعلق بیان کی جاتی ہیں اور بعد میں انکی نسبت قرآن کریم کے فیصلہ کا ذکر کرینگے *

مذکورہ بالا آیت میں جو لفظ تابوت آتا ہے اس کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں -

۱ - وہ شمشاد کی لکڑی سے بنا ہوا تھا *

۲ - اس کی لمبائی تین ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ تھی *

۳ - ایک اور صاحب کا قول ہے کہ سچی بات یہ ہے، کہ یہ تابوت ایک صندوق تھا - جسمیں انبیاء کے تبرکات رکھے جاتے تھے *

۴ - یہ تابوت وہ ہے، جسے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلتے وقت ساتھ لیتے آئے تھے آپکے ساتھ اسوقت ایک یہ صندوق تھا - ایک رکن تھا اور ایک عصاء موسیٰ تھا *

۵ - یہ تابوت اور عصاء موسیٰ بحیرہ طبریہ میں پڑے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن سے پہلے نکلیں گے *

۶ - یہ تابوت اس جنگل میں کہ جس میں بنی اسرائیل کو چالیس سال تک رہنا پڑا حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا اور انہوں نے اپنی وفات پر یوشع بن نون کے سپرد کر دیا *

۷ - انبیاء جب جنگ پر نکلتے تو اس صندوق کو اپنے آگے رکھتے تھے تاکہ اسکی برکت سے فتح حاصل ہو *

سکینۃ کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے :-

۱ - سکینہ ایک جانور تھا جو بلی کے برابر تھا اسکی آنکھیں نہایت روشن اور چمکدار تھیں اور جب بنی اسرائیل کا لشکر اور دشمنوں کا لشکر آمنے سامنے ہوتا تو وہ اپنے دونوں ہاتھ نکالتا اور ان سے دشمنوں کیطرف دیکھتا تھا اور فوراً ان کا لشکر ڈر کے مارے بھاگ جاتا تھا *

۲ - ایک اور صاحب فرماتے ہیں کہ سکینہ ایک تیز چلنے والی ہوا تھی جس کے چلنے کے وقت تیز آواز آتی تھی اور اس کے دو سر تھے اور اس کا منہ انسان کے منہ کی طرح تھا *

۳ - ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ نہیں سکینہ اصل میں ایک جانور تھا جو بلی کی شکل کا تھا اور اس کا سر بھی بلی کے سر کی طرح کا تھا اور منہ بھی بلی کی طرح کا ہی تھا نہ انسان کی طرح کا اور دو پر تھے اور دم بھی بلیوں کی طرح کی تھی *

۴ - ایک اور صاحب کہتے ہیں - نہیں سکینہ اصل میں ایک طشت تھا جو جنت کے سونے کا بنا ہوا تھا - اور اس میں نبیوں کے دل دھوئے جاتے تھے *

۵ - ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ یوں نہیں بلکہ سکینہ ایک روح تھی جو اللہ تعالیٰ نے بھیجی تھی جب بنی اسرائیل آپس میں جھگڑتے اور کسی بات میں ان میں اختلاف پیدا ہو جاتا تو وہ اس سے سوال کرتے اور وہ اس اختلافی مسئلہ میں فیصلہ کر دیتی تھی

۶ - یہی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ سکینہ ایک جانور تھا جس کا سر بلی کا سا تھا - جب یہ تابوت میں بلی کی طرح میاؤں کرتا تو بنی اسرائیل کو اپنی فتح کا یقین ہو جاتا اور انکو خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور فتح مل جاتی تھی *

بقیۃ مما ترک آل موسیٰ و آل ہارون کی نسبت جو قصص بیان کئے جاتے ہیں - ذیل میں درج ہیں :-

۱ - حضرت موسیٰ کا عصاء اور ان الواح کے کچھ ٹکڑے تھے جن پر لکھے ہوئے حکم ملے تھے *

۲ - تورات بھی انہی میں شامل تھی * (۳) ایک اور صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عصاء موسیٰ و عصاء ہارون - اور موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے کپڑے اور الواح کے ٹکڑے تھے (۴) بعض لوگوں کا بیان ہے، کہ نہیں حضرت موسیٰ کا سوٹا اور انکی جوتی تھی *

۵ - بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے سوٹے حضرت موسیٰ کی جوتی اور حضرت ہارون کی پگڑی اور کچھ من تھا یہ چیزیں بنی اسرائیل کے پاس نسلاً بعد نسل ہوتی چلی آتی تھیں لیکن جب وہ نافرمان اور گمراہ ہو گئے تو عمالقہ ان پر غالب آ گئے - اور یہ چیزیں ان سے چھین کر لے گئے *

یہ جو فرمایا ہے کہ فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہوں گے اس کی تشریح میں مندرجہ ذیل قصص بیان کئے جاتے ہیں :-

۱- یہ تابوت حضرت موسیٰ کے پاس تھا جب آپ جنگل میں فوت ہوئے تو آپ نے اسے یوشع بن نون کے سپرد کر دیا۔ اور وہ اسے جنگل ہی میں چھوڑ کر چلے آئے جب طالوت کی حکومت کے متعلق جھگڑا اٹھا تو ملائکہ وہاں گئے اور اسے اٹھا کر لائے اور طالوت کے گھر میں رکھدیا۔ جب صبح کو لوگوں نے اسے دیکھا تو طالوت کی بادشاہت کے قائل ہو گئے۔

۲- ایک اور صاحب فرماتے ہیں کہ یوں نہیں بلکہ واقعہ یوں ہوا تھا کہ ملائکہ اس تابوت کو اٹھا کر لائے اور آسمان اور زمین کے درمیان اڑے چلے آتے تھے جب طالوت کے پاس پہنچے تو اسکے سامنے لاکر رکھدیا۔ اور لوگ بھی اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے۔

۳- ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ نہیں رات کو ہی انکے گھر میں رکھا تھا اور جب صبح کے وقت لوگوں نے دیکھا تو شمعون کی نبوت اور طالوت کی بادشاہت کے مقر ہو گئے۔

۴- ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ ملائکہ خود اٹھا کر نہیں لائے بلکہ ایک گاڑی پر لاد کر ایک بیل کے ذریعہ کھینچکر لائے تھے۔

۵- ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ ایک بیل پر کسطرح لا سکتے تھے دو بیل پر لائے تھے۔

یہ تابوت کہاں سے لایا گیا تھا اس کے متعلق مندرجہ ذیل حکایات بیان کیجاتی ہیں۔

۱- یہ تابوت فلسطین کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ازدوہ نامی میں رکھا ہوا تھا۔

۲- وہاں نہیں بلکہ اریحا نامی گاؤں میں تھا۔

۳- وہاں بھی نہیں یہ اس جنگل میں پڑا تھا جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو چالیس سال گذارنے پڑے تھے

اسوقت تک تو ہمنے مذکورہ بالا آیت کریمہ کے مختلف الفاظ کے متعلق بعض مفسروں کی روایات لکھی ہیں جو بعض لوگوں نے نہایت سخت ظلم سے کام لیکر بلا دلیل قرآن کریم کی اس آیت کی تشریح میں بیان کی ہیں۔ اب ہم اس تابوت کے متعلق ایک پورا قصہ لکھتے ہیں۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ تابوت کہاں سے آیا اور کسطرح آیا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ تابوت اریحا میں تھا جب مشرکوں نے بنی اسرائیل سے اسے چھین لیا۔ تو اسے اپنے بت خانہ میں بڑے بت کے نیچے رکھدیا جب صبح کو آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ تابوت بجائے بت کے نیچے پڑے ہونے کے اسکے سر پر دھرا ہے انہوں نے اتار کر پھر اسکے نیچے رکھدیا جب تیسرے دن آکر دیکھا تو پھر اسی طرح بت کے سر پر تابوت رکھا ہوا تھا انہوں نے پھر اسے بت کے نیچے رکھدیا چوتھے دن آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بت الٹا پڑا ہے اور اسکی ٹانگیں کٹ کر دور پڑی ہوئی ہیں تب انہوں نے جان لیا کہ یہ خدا کا کام ہے اور ان میں خدا تعالیٰ کی تدبیر کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ پس انہوں نے تابوت کو اپنے شہر سے باہر نکال کر کسی اور گاؤں میں رکھ دیا۔ جہاں سخت بیماری پھیل گئی۔ اسپر بنی اسرائیل کی ایک عورت نے جو وہاں قید تھی انکو بتایا کہ اس صندوق کو پھر بنی اسرائیل کے حوالہ کر دو۔ تاکہ اس بیماری سے بچ جاؤ ان لوگوں نے اسے دو بیلوں پر لادا اور بنی اسرائیل کے شہروں کی طرف ہانکدیا۔ راستہ میں جو شخص اسکے قریب ہوتا۔ مر جاتا یہانتک کہ بنی اسرائیل کے شہروں تک وہ بیل جا پہنچے اور انہوں نے اپنے جوئے توڑ دیئے اور واپس لوٹ گئے اور بنی اسرائیل نے آکر اس تابوت پر قبضہ کر لیا۔

ان قصص کو پڑھکر ہی انسان سمجھ سکتا ہے کہ ان میں ہرگز کوئی صداقت نہیں کیونکہ ان میں اسقدر اختلاف ہے جس کی کوئی حد نہیں لیکن افسوس ہے کہ یہ روایتیں ایسے ایسے بزرگوں کی طرف منسوب کی گئی ہیں جنکے نام خود اس بات کی سند ہیں کہ ان پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔ اور جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کے کلام پر جھوٹ باندھنے سے خوف نہ کیا۔ انکو حضرت علی اور حضرت ابن عباس پر جھوٹ باندھنے میں کیا ڈر تھا ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچہ میں ان قصص کے بطلان پر کافی روشنی ڈالینگے اور جو تفسیر اس آیت کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھائی ہے وہ بھی بیان کریں گے۔

فہرست نو مبائعین

(موضع چکلاس۔ سب ڈویژن گلاب گڑھ۔ تحصیل ریاسی قلمرو جموں)

نام				
(۱) اسماعیل نمبردار	چکلاس	تحصیل	ریاسی	قلمرو جموں
(۲) عائشہ زوجہ اسماعیل نمبردار	"	"	"	"
(۳) نور بی بی دختر	"	"	"	"
(۴) خدا بخش ولد	"	"	"	"
(۵) مریم زوجہ دم	"	"	"	"
(۶) نور عالم	"	"	"	"
(۷) قادر	"	"	"	"
(۸) حشمت خان ولد	"	"	"	"
(۹) نور جمال نمبردار	چکلاس	تحصیل	ریاسی	قلمرو جموں
(۱۰) نور بی بی زوجہ "	"	"	"	"
(۱۱) صاحبدین ولد کرمدین	"	"	"	"
(۱۲) پیر بخش ولد شرفدین	"	"	"	"
(۱۳) نور بی بی زوجہ پیر بخش	"	"	"	"
(۱۴) فقیر محمد ولد پیر بخش	"	"	"	"
(۱۵) فتحدین ولد "	"	"	"	"
(۱۶) راج بی بی زوجہ فقیر محمد	"	"	"	"
(۱۷) بہادر ولد عمر بخش	"	"	"	"
(۱۸) عائشہ زوجہ بہادر	"	"	"	"
(۱۹) کریم بخش ولد کمال	"	"	"	"
(۲۰) کرم بی بی زوجہ کریم بخش	"	"	"	"
(۲۱) اسماعیل ولد کریم بخش	"	"	"	"
(۲۲) قادر ولد کریم بخش	"	"	"	"
(۲۳) عائشہ زوجہ اسماعیل	"	"	"	"
(۲۴) نور محمد ولد موجدین	"	"	"	"
(۲۵) نور بی بی زوجہ نور محمد	"	"	"	"
(۲۶) عظیم ولد نور محمد	"	"	"	"
(۲۷) صدیق ولد شمس	"	"	"	"
(۲۸) ناظر بی بی زوجہ صدیق	"	"	"	"
(۲۹) صاحبدین ولد صدیق	"	"	"	"

(۳۰) تاج محمد ولد تربیلا ضلع الہ آباد

(۳۱) میاں سردار صاحب " "

(۳۲) میاں بوٹا " " "

(۳۳) علم الدین صاحب کالا ضلع جہلم

(۳۴) عبداللہ پیر شاہ صاحب کلول کشمیر

(۳۵) مراد بخش صاحب اسسٹنٹ وارڈر دکھوہ جیل ہانگ کانگ چین